اللہ رے مشتِ خاکِ یہ وسعت امکاں لے ڈوبے
انساں خدا خانے کیا ہو اگر واقفِ انساں ہو جائے
اگر گھٹے تو بس ایک مشتِ خاک ہے انساں
بڑھے تو وسعتِ کونین میں سما نہ سکے

مقامِ انسانیت

شیخ الاسلام سلطان المشائخ علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

تلخیص وتحشیہ
ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد www.islamic786.org
(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد-اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم مظہرِ غزالی، یادگارِ رازی، مفتی سوادِ اعظم، تاجدارِ اہلسنت، امام المتکلمین
حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : مقامِ انسانیت

خطبہ : تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ
(منعقدہ مکہ مسجد (تاریخی جامع مسجد) حیدرآباد ۴/مئی ۱۹۷۹ء)

تلخیص وتحشیہ : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

تصحیح ونظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی

ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)

اشاعت اُول : فبروری ۲۰۱۱

قیمت: 20 روپے

فہرست مضامین

جماعتِ اہلحدیث کا فریب : اہلحدیث اور شیعہ مذہب

جماعتِ اہلحدیث کا نیا دِین : قربانی اور اہلحدیث

اہلحدیث اور قادیانی مذہب : فتنہ اہلحدیث

شانِ صوفیاء میں اہلحدیث کی گستاخیاں

نام نہاد اہلحدیث بیباک، بے لگام، بےٹوک اور بے امام ہوتے ہیں اُن کی زبان کی زَد سے ائمہ تو دَر کنار بہت سے حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی محفوظ نہیں ہیں، بے تکلف کہہ دیتے ہیں کہ اُن سے مسئلہ سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ ائمہ ومحدثین پر بھی انھیں اعتماد نہیں ہوتا، اسی لئے اُن کی روایات وأسناد کو ضعیف قرار دے کر رَد کر دیتے ہیں ...... مذہب اہلحدیث کے خصوصی عقائد ومسائل سے واقفیت کے لئے مندرجہ بالا کتابوں کا مطالعہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

صَلِّ عَلٰی شَفِیْعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

مَنَّ عَلَیْنَا رَبُّنَا اِذْ بَعَثَ مُحَمَّدًا

اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا

اَیَّدَہٗ بِاَیْدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحْمَدًا

اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی

اَرْسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرْسَلَہٗ مُمَجَّدَا

اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا

صَلُّوْا عَلَیْہِ دَآئِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَرْمَدًا

اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ

نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ

شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ

پڑھیئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے مرے مولیٰ کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے

اب کسے سیّد پُکارے تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ من كان نبياً وآدم بين المآء والطين وعلىٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعين ۔ أما بعدُ فقد قال الله تعالىٰ ﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ﴾ (التین/۴) ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے (صوری اور معنوی اعتبار سے یہ اَحسن الخلق اور اَکمل الخلق ہے)

یہ سحر جو کبھی فردا ہے جو کبھی ہے امروز — نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستانِ وجود — ہوتی ہے بندۂ مومن کی اذاں سے پیدا
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے — مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق
کوئی اندازہ کرسکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا — نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی — کہ عارفوں کا مقام ہے بادشاہی

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں سے بصیرت ہو تو دیکھ اُن کو یہ
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنے آستینوں میں

اگر خاموش رہوں تو تو ہی سب کچھ ہے — جو کچھ کہا تو تیرا حُسن ہوگیا محدود

بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں **اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه**

انسانی کامیابی کے اُصول :

دُنیا کا ہر دَستور' دُنیا کا ہر نظریۂ خیال اس بات کا مدّعی ہے کہ انسان کی کامیابی اُسی کے بنائے ہوئے اُصولوں میں ہے۔ انسان مصائب والآم سے چھٹکارا پا نہیں سکتا' نامُرادیوں سے دُور ہو نہیں سکتا جب تک اُس کے بنائے ہوئے اصولوں کو نہ اپنائے۔

اِس سلسلے میں اسلام کا دعویٰ یہ ہے :

﴿وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا﴾ (الاحزاب/۷۱) اور جو اللہ اوراس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

﴿☆☆☆ غلام کے لئے اطاعت وفرمانبرداری ذریعہ فلاح وفوز ہے انسان' اللہ کا بندہ اور رسول کا غلام ہے لہذا انہی کی بندگی اور اطاعت شعاری کامیابی وکامرانی کا یقینی ذریعہ ہے جس کا قرآن کریم بار بار حکم دیتا ہے۔ فوز عظیم اور فلاح دارین کا تاج صرف اُس کے سر رکھا جاتا ہے جو پیکر تسلیم ورضا بن کر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول معظم کے ہر ارشاد کے سامنے بصد شوق اور بہ ہزار مسرت اپنا سر نیاز جھکا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی بندگی کی اور اپنے پیارے حبیب محمد عربی ﷺ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مادّی وظاہری وسائل کے فقدان کے باوجود زندگی کے ہر مرحلہ میں کامیاب وکامران رہے۔ تعداد کی کمی کے باوجود وہ دشمن پر غالب آتے رہے۔ معاشی بدحالی کے باوجود وہ خوشحال رہے۔ ہمہ وقت دشمن کی سازشوں کے باوجود وہ مطمئن اور پرسکون شب وروز بسر کرتے رہے۔ قیصر وکسریٰ کے جرار اور بہادر لشکر اُن سے گھبراتے تھے۔ یہود دولت مند قوم ہونے کے باوجود اُن کے سامنے ذلیل وخوار تھے۔ اقوام عالم میں اُن کا چرچا تھا۔ اُن کی عزت تھی۔ وہ بارُعب اور باوقار قوم تھے صرف اس لئے کہ وہ اپنے آقا ﷺ کے وَفادار اور اُن کے مطیع وفرمانبردار تھے۔

﴿وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰه وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴾

(النور/۵۲) 'اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ڈرتا رہتا ہے اللہ سے اور بچتا رہتا ہے اُس (کی نافرمانی) سے تو یہی لوگ کامیاب ہیں'

فوز وکامرانی سے وہی مشرف ہوگا جس کا طریقہ کار وہ ہوگا جو اس آیت میں بیان کیا جارہا ہے

ایک روز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں کھڑے تھے تو رُوم کے دہقانوں میں سے ایک دہقان حاضر ہوا اور آکر پڑھا **اشهد ان لّا اِلٰـه اِلّا اللّٰه واشهد انّ محمّدا رسول اللّٰه** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے عرض کی میں مشرف باسلام ہوگیا ہوں۔ آپ نے کہا تم نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر دین اسلام کو کیوں قبول کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے تورات انجیل' زبور اور دیگر کتب انبیاء کا مطالعہ کیا۔ میں نے

ایک مسلمان قیدی کوایک ایسی آیت پڑھتے ہوئے سُنا جس میں وہ تمام چیزیں جمع کردی گئی ہیں جوسابقہ آسمانی کتابوں میں موجود ہیں ۔ مجھے یقین ہوگیا کہ یہ کتاب **منزّل من اللّٰہ** ہے۔ اس لئے میں مسلمان ہوگیا ہوں ۔ آپ نے دریافت فرمایا وہ کون سی آیت ہے۔ اُس نے یہی آیت بھی پڑھی اور ساتھ ساتھ اس کا مطلب بھی بیان کرتا گیا ۔ **قال قوله تعالیٰ (ومن یطع اللّٰہ) فی الفرائض (ورسوله) فی السنن (ویخشی اللّٰہ) فیما مضٰی من عمره (ویتقه) فیما بقی من عمره (فاؤلئك هم الفائزون) الفائزمن نجا من النار وادخل الجنة** ۔ یہ سُن کرحضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا **قال النبی صلی اللّٰہ علیه وآلِه وسلم اوتیت جوامع الکلم** یعنی جوشخص فرائض میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور سُنّتوں میں اُس کے رسول کی پیروی کرتا ہے اور گزری ہوئی زندگی میں جوغلطیاں اس سے ہوئیں اُن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور آنے والی زندگی میں تقویٰ اختیار کرتا ہے ۔ یہی لوگ کامیاب ہیں اور کامیاب وہ شخص ہے جسے آتش جہنم سے نجات مل گئی اور جنت میں داخل کردیا گیا۔ (ضیاءالقرآن)

سچے مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ اللہ اوراس کے رسول کاحکم مانتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں اور پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں پھرقرآن وحدیث کوسُنتے ہی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے سُنا اور مانا یہی لوگ کامیاب اور بامراداورنجات یافتہ ہیں۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ غلام کی کامیابی وکامرانی کا واحد ذریعہ مالک کی اطاعت وفرمانبرداری ہی ہے کہ ہر مالک اپنے غلام کواسی وقت نوازتا ہے جب غلام اس کامطیع وفرمانبردار ہوتا ہے۔ باپ' بیٹے پراپنی ہرچیزقربان کرنے کے لئے تیار رہتا ہےلیکن اس صورت میں جب کہ بیٹا' باپ کاحکم مانے اوراپنی اطاعت سے اُسےخوش رکھے اوراگر بیٹا باغی ہوجائے تو باوجودمحبت کے باپ اُسے عاق کردیتا ہے۔ فوج کی کامیابی کا نبیادی سبب صرف افسراعلیٰ' کمانڈراورقائد کی اطاعت ہی ہے اور یہ اطاعت شعارسپاہی صرف کامیابی سے ہی سرخرونہیں ہوتے بلکہ انہیں افسراعلیٰ کی طرف سے انعام واکرام سے بھی نوازاجاتا ہے کہ انہیں مختلف قسم کے تمغے دیئے جاتے ہیں اُن کی تنخواہوں میں اضافہ کیاجاتا ہے

اور یہ دیگر بے شمار مراعات کے حقدار قرار پاتے ہیں حتیٰ کہ جانور بھی اپنے مالک کی مہربانیوں کا حقدار اسی وقت تک رہتا ہے جب تک وہ اپنے مالک کے اشاروں پر چلتا رہتا ہے۔

اطاعتِ رسول ﷺ میں جنت اور بڑی کامیابی ہے

﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (النساء/۱۳) یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور جو فرماں برداری کرے گا اللہ اور اُس کے رسول کی۔ داخل کرے گا اُسے اللہ اُن باغوں میں، کہ بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں، ہمیشہ رہیں گے وہ اُن میں، اور یہ کامیابی بڑی ہے۔

زندگی گزارنے کے ضابطے، قرآنی احکام اور سُنّت رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ہر ایک کے سامنے موجود ہیں جنھیں حدود اللہ کہا گیا ہے اور جو شخص ان حدود میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا کہ قرآن پر بھی عمل کرے اور حدیث پر بھی، تو اللہ تعالیٰ اُسے بعد قیامت ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے درختوں کے نیچے کوثر و سلسبیل، دودھ شہد وغیرہ کی نہریں بہتی ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ لوگ ان نعمتوں میں ہمیشہ رہیں گے کہ نہ مریں گے نہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ نہ اُن پر کسی قسم کی پابندی ہوگی۔ بڑی کامیابی یہی ہے اسی کے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

یہ اطاعتِ رسول کا انعام ہوگا۔ ذرا غور کریں کہ اتباع سُنّت کا کتنا بڑا انعام ہے جسے وہ ملے اُسے اور کیا چاہیے۔ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ایک شخص ستر سال تک نیکی کا عمل کرتا رہے لیکن موت سے پہلے اپنی وصیت میں ظلم وستم کر جاتا ہے تو اس طرح اس کا خاتمہ بُرے عمل یعنی خلاف سُنّت اعمال پر ہوتو وہ جہنمی بن جاتا ہے۔ اور ایک شخص ستر سات تک بُرائی کا عمل کرتا رہتا ہے لیکن اپنی وصیت میں اتباع سُنّت سے کام لیتا ہے تو اس کا خاتمہ بہتر ہوا تو وہ جنت میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ انسانی کامیابی اسی میں ہے کہ قیامت کے روز انسان بارگاہ الٰہی میں سرخرو ہو، اور اس کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے اس کی اور اس کے رسول کی اتباع

کی جائے اور یہی کامیابی کی دلیل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق صرف وہی لوگ جنھوں نے دل و جان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار کو اپنا لیا۔

قرآن مجید نے سُنّت مصطفےٰ ﷺ کی بے چوں چرا اطاعت کو بار بار اتنا دہرایا ہے کہ قرآن کو اللہ کی کتاب یقین کرنے والے کے لئے سُنّت نبوی سے انحراف کے سارے دَروازے بند کر دیئے ہیں۔ حقیقی کامیاب زندگی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت میں گزرے اتباع سُنّت کا اجر جنت ہے یعنی جو مسلمان نبی کریم ﷺ کی سُنّتوں پر عمل کرتے ہیں وہ سیدھے جنت میں جائیں گے اس کی تائید رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔ **وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ** ﷺ **کُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قِیْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنّۃ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰـــی۔** (بخاری) ’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے تمام اُمتی داخل جنت ہوں گے مگر جس نے انکار کیا۔ سرکار سے دریافت کیا گیا کہ انکار کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ داخل جنت ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہی میرا منکر ہے۔‘

اس حدیث میں کہا گیا ہے کہ جو شخص اتباع سُنّت کو اختیار کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص سُنّت کے برعکس عمل کرے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا جو شخص مسلمان ہوتے ہوئے بھی نبی کریم ﷺ کا راستہ چھوڑ کر غیروں کا طرز عمل اختیار کرے اُسے جنت میں داخل ہونے کا کوئی حق نہیں۔

اے ایمان والو ! تم کسی لمحہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے منہ نہ موڑنا کہ تم بڑی عزت والے ہو۔ ہم نے تمہیں تاج شرافت سے نوازا ہے' اشرف الانبیا ﷺ کی غلامی کا منصب عطا فرما کر تمہیں خیر الامم (بہترین اُمت) بنایا ہے۔ بنی نوع انسان کی قیادت تمہارا منصب ہے' اِنسانیت کی رہبری تمہاری ذمہ داری ہے۔ انسانی اقدار کے تم امین' محافظ اور مبلغ ہو' تمہاری قوت ایمان کے سامنے تمام مادّی قوتین اور باطل طاقتیں سرنگوں کر دی گئی ہیں۔ ہر حال میں ہماری حمایت و نصرت تمہیں حاصل ہے۔ ہماری زمین

کےتم ہی وارث ہو۔ ہماری جنت کےتم ہی مکین ہو۔ بس اطاعت کی راہ اختیار کرتے رہو کہ تمام انعامات کےحصول کا وسیلہ اطاعت ہے۔ اطاعت شعاروں ہی پر ہماری رحمتیں برستی ہیں۔ کامیابی وکامرانی انہی کا مقدربنتی ہیں۔ ☆☆☆

اِسلام اورانسان کےفطری تقاضوں کی تکمیل :

بات بھی صحیح ہے کہ انسان کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہے کہ اُس کے سامنے یہ اصول پیش کئے جائیں کہ اُس کے فطری تقاضوں کو کمالِ اعتدال کے ساتھ پورا کرے۔ اِنسانیت کو وہاں سکون نہیں مل سکتا ہے جہاں ان سب جذبات کو پامال کیا جارہا ہو اور نہ وہاں کوئی اِنسانیت آسودہ ہوسکتی ہے جہاں تہذیب وشرافت کا سوال ہی اُٹھ گیا ہو۔ صاف لفظوں میں عرض کروں‘ نہ کلیسا کی رَہبانیت کے اندر اِنسانیت کوسکون ہے۔ یہاں پر کلیسا کے رہبان اور مادّہ پرست دونوں نے انسان کو سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ کسی نے صرف اِنسانیت کی رُوح کو دیکھا‘ اور کسی نے انسان کی مادیت کو دیکھا ہے۔ کوئی بولتا ہے کہ انسان فرشتہ ہےتو کوئی کہتا ہے کہ انسان دَرندہ ہے۔ نہ کھانا پینا انسان کا نام ہے۔ نہ صرف رُوح کا نام انسان ہے۔ رُوح اورجسم کے مرکب کا نام انسان ہے۔ انسان حیوانِ ناطق کو کہیں گے۔ جس کے پاس جسمانی تقاضے بھی ہیں اُس کے پاس جذبات وخواہشات بھی ہیں لہٰذا انسان کے لئے وہی دَستورصحیح وکامیاب دستور ہوسکتا ہے جواُس کے رُوحانی تقاضوں کی بھی تکمیل کرے اوراُس کے حیوانی جذبات کوبھی مُردہ نہ کرے۔

اسلام ہی زندگی کے تمام مسائل کاحل پیش کرتا ہے :

دُنیا کے جتنے دستورساز دِماغ ہیں‘ وہ آج تک انسان کے تمام مسائل کاحل پیش نہیں کرسکے۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ایک دستورصبح کو بنتا ہےتو ضرورت پڑتی ہے کہ شام کو بدلا جائے۔ اورشام کو بنتا ہےتو صبح بدلنے کی کوشش ہوتی ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ صبح کا دستور بنانے والا‘ شام سے بےخبر ہے۔اورشام کودستور بنانے والاصبح سے بے خبر ہےاس لئے اسلام کا دعویٰ بہت مناسب ہےجس نے اسلام کا دستورمرتب کیا ہےاس

کے سامنے صبح بھی ہے اور وہ شام سے بھی باخبر ہے۔ ماضی بھی اس کے سامنے ہے' مستقبل بھی اُس کے سامنے ہے اور دستور کا بھیجنے والا عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ غیب کا بھی جاننے والا ہے اور شہادت کا بھی جاننے والا ہے جب اُس نے دستور بھیجا تو اُس نے یہ اہتمام بھی کیا کہ جس کو بھیجا اُس کو ماضی کی بھی خبر دے دی اور مستقبل کی بھی خبر دے دی۔ شہادت کی بھی خبر دے دی اور غیب کی بھی خبر دے دی تا کہ لوگ اگر یہ سوچیں کہ لانے والا مستقبل سے بے خبر ہے' ماضی سے بے خبر ہے' اُس کے دستور پر بھروسہ کریں یا نہ کریں' اُس کے ضابطہ کو اپنائیں یا نہ اپنائیں۔ مگر وہ دستور بتلانے سے پہلے غیب کی خبریں دے رہا ہے۔ مکمل طور پر دستور پیش کرنے سے پہلے بتلا دیا جو دستور بھیج رہا ہے وہ ہمارے سامنے صبح و شام ہے اور جو دستور لایا ہے وہ بھی ہمارے صبح و شام سے باخبر ہے اور جو کچھ لا رہا ہے وہ بھی **تبیانا لکل شیء** ہے۔

اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

جو کچھ بھی آج کل کا دستور ساز ذہن ہو' وہ اپنے دستور کو آخری دستور قرار نہیں دے سکتا۔ وہ اپنے ضابطہ کو اِنسانیت کا واحد حل قرار نہیں دے سکتا۔ بہت سے ناکام ہو جانے والے دستور کا نقشہ آپ کے سامنے ہے۔ آپ نے رَہبانیت کا وہ دعویٰ ملاحظہ نہیں کیا تھا کہ انسان فرشتہ ہے۔ یہ زن و شوہر کے تعلقات انسان کے لئے گناہ ہے۔ انسان کو تجرد کی زندگی اختیار کرنا چاہیے۔ انسان آبادیوں کو چھوڑنا چاہیے۔ اُس کو بذاتِ خود فرشتہ ہی بن جانا چاہیے۔ دیکھئے کتنے بہتر الفاظ ہیں۔ مگر نفسیات کا ماہر اس کو انسانوں کے لئے مسائل کا حل قرار نہیں دے سکتا۔

☆☆☆ دینِ اسلام اور فطری تقاضے :

جو دین حضور نبی کریم ﷺ لے کر آئے ہیں وہ انسانی فطرت پر مبنی ہے۔ اسلام اپنے اصول و قوانین کا پابند بناتے ہوئے فطری تقاضوں کی تکمیل کرواتا ہے۔ دینِ اسلام

غاروں میں چُھپ کر اور گوشہ نشینی میں زندگی گذارنے والوں کا دین نہیں' یہ کشا کشِ حیات سے دامن بچا کر کُنجِ عافیت میں زندگی بسر کرنے والوں کا دِین نہیں۔ کسی مصلحت کے پیشِ نظر باطل سے مفاہمت ومصالحت کرنے والوں کا دین نہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے شیروں کا دین ہے جو گرجتے ہیں تو باطل کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ اُن عقابوں اور شاہینوں کا دِین ہے کہ جب وہ پَر کُشا ہوتے ہیں تو فضاء کی پنہائیاں سمٹ کر رہ جاتی ہیں۔ یہ اُن بہادروں اور جوانمردوں کا دِین ہے جو زندگی کی کشتی کو حادثات کے طوفانوں میں کھیلنا جانتے ہیں۔

اسلام اور عبادت :

اسلام میں داخل ہونے والے (مسلمان) پر فرائض' واجبات اور دیگر اسلامی قوانین نافذ ہوتے ہیں' شرعی پابندیاں عائد ہوتی ہیں کہ حرام مت کھاؤ' حرام لباس مت پہنو' شریعت کے خلاف بات مت سُنو' جائز کام کرو اور حرام کاموں سے بچو۔ اسلام کہتا ہے کہ جب تم نے دِین ودُنیا کی بھلائی کے لئے اسلام کو قبول کیا ہے تو ایسا ہرگز نہ ہو کہ کسی قسم کی بھی کوئی محرومی حاصل ہو۔ سر سے پیر تک مسلمان ہو جاؤ کہ کوئی بھی' کہیں بھی' کسی حال میں بھی' تمہیں دیکھے تو دیکھتے ہی سمجھ جائے کہ یہ مسلمان ہے۔ ایسا نہ ہو کہ اُسے سوچنا پڑے کہ سلام کریں کہ نہ کریں۔ سر سے پیر تک مسلمان نظر آئے۔ تمہارا پیر بھی مسلمان نظر آئے۔ تمہارا قدم مسلمان نظر آئے۔ تمہاری زبان مسلمان نظر آئے۔ تمہارا دِل ودماغ مسلمان نظر آئے۔ جب تم نے کلمہ پڑھ کر زبان کو مسلمان کر لیا ہے تو آنکھ کو بھی مسلمان کر لے۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ نظر مسلمان ہو اور حرام چیزوں پر پڑے؟ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ کان مسلمان ہو اور حرام نغمات کو سُنے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ زبان مسلمان ہو اور حرام لقمہ کھائے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہاتھ مسلمان ہو اور رشوت وسود لے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ پیر مسلمان ہو اور شراب خانہ وجوا خانہ کی طرف جائے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ دل مسلمان ہو اور رسول ﷺ سے بغاوت کرے۔

جب مسلمان ہو چکے ہوتو آ نکھ وکان کوبھی مسلمان بناؤ' ہاتھ وپیر کوبھی مسلمان بناؤ۔ مسلمان بننا ہوتو مکمل طور پر سر سے پیر تک مسلمان بن جاؤ۔ قومِ مسلم کی چوبیس گھنٹے شریعت کے مطابق ڈیوٹی ہوتی ہے مگر دوسری باطل قومیں اپنی عبادت گاہوں کی حد تک اپنے دِین ونظریہ کا پابند بناتے ہیں اس کے بعد آزاد کردئے جاتے ہیں۔ کسی نے گرجا کے اندر پابند کردیا۔کسی نے گردوارے کے اندر پابند کردیا۔کسی نے کلیسا کے اندر پابند کردیا۔کسی نے اپنے مندروں کے اندر پابند کردیا۔

ہر مذہب نے اپنی عبادت کو اینٹ چونے کی چار دیواری میں محدود کردیا ہے۔ بت خانوں سے باہراور آتش کدوں سے الگ اُن کے ہاں کوئی عبادت نہیں ہے لیکن حضور نبی کریمﷺ نے دُنیا کو بتایا کہ کائنات کا ہرحصہ معبد (عبادت کی جگہ وَ مقام) ہے اور زمین کا ہر گوشہ عبادت خانہ ہے۔ تم کہیں بھی ہو' سمندر میں یا خشکی میں' ہوا میں یا زمین پر' ہنگامہ کارزار میں یا ریل وجہاز میں' ہرجگہ خداوندقدوس کی عبادت کر سکتے ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔۔اللہ نے مجھے بعض ایسی خصوصیتیں عطا فرمائی ہیں جو پہلے پیغمبروں کونہیں دی گئیں۔ **جعلت لی الارض مسجدا** روئے زمین کومیرے لئے سجدہ گاہ بنایا گیا ہے۔ یعنی سمندر میں' ہوامیں' خشکی میں' تَری میں' ہرجگہ مسلمان اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوسکتا ہے اور کسی بھی عذر شرعی کی وجہ سے مسجد کے علاوہ بھی عبادت کرسکتا ہے کیونکہ ﴿**ادعونی استجب لکم**﴾ تم مجھے پکارو میں تمھیں جواب دوں گا۔۔ یعنی عرض حال کرنے کے لئے کسی بت' کسی مجسمہ کی ضرورت نہیں ہے۔تم جس مکان میں' زمین کے جس گوشہ میں رَب کو پکاروگے وہ جواب دے گا۔

بعض مذاہب میں مرغوب عبادت یہ تھی کہ اپنے نفس یا اپنی اولاد کو آگ میں جلادیا' دَریا میں ڈبودیا' اوراسی طرح خدا کے حضور تقرب حاصل کیا جاتا تھا۔ حضور نبی کریمﷺ نے فرمایا' بے وقوفو۔۔اس طرح اپنے آپ اوراپنی اولاد کو ہلاک کردینا بھی کوئی عبادت ہے جان دینی ہے تو سچائی کی حمایت میں کمزوروں کی مدد کے لئے دو' یہ عبادت ہے۔

اپنے ہاتھ سے خودکشی کرنا یہ عبادت نہیں ہے۔

اسی طرح عام خیال تھا کہ اپنے نفس کو تکلیف دینا یہ بھی عبادت ہے چنانچہ یونانی فلسفیوں میں اشرافیت' عیسائیوں میں رہبانیت' ہندوؤں میں جوگیت اسی نظریہ کا نتیجہ تھا۔ یہ لوگ گوشت نہ کھاتے' ننگے رہتے' ایک سال تک کسی مقام پر کھڑے رہتے' اہل وعیال دُنیا کی نعمتوں کو چھوڑ کر تجرد' رہبانیت اختیار کرتے اوراس کو بہت بڑی عبادت سمجھتے تھے لیکن حضور رحمۃ للعالمین تشریف لائے اورآپ نے فرمایا: **لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا ماجعل علیکم فی الدین من حرج** خداکسی کواُس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتا' اللہ نے تمہارے لئے دِین میں تنگی نہیں کی ہے۔

خدا رب العالمین ہے۔ ماں باپ سے زیادہ بندوں سے محبت فرماتا ہے۔ وہ تمہاری ان مشقتوں سے خوش نہیں ہوتا اور نہ وہ ایسی بات کا حکم فرماتا ہے جوتمہاری وسعت قدرت اوراختیار میں نہ ہو۔ دُنیا سے بالکل قطع تعلق کرلینا اور ویرانوں میں جاکر تلاش حق کرنا عبادت نہیں ہے۔ **لارھبانیہ فی الاسلام** اسلام میں رَہبانیت نہیں ہے۔

عبادت یہ ہے جس میں خالق ومخلوق دونوں کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے' عزیزوں رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو' بیوی بچوں کے حقوق ادا کرو' یتیموں غریبوں بیکسوں کی امداد کرو' حلال کی روزی کماؤ' دُنیا کی نعمتوں سے لذت حاصل کرو' عمدہ اورصاف کپڑے پہنو' اچھے اور پاک کھانے کھاؤ اور خدا کے حضور پانچ وقت حاضر ہوجاؤ اوراللہ کے حقوق بھی ادا کرو یہ ہی عبادت ہے اور یہ ہی انسان کا کمال ہے۔ اسلام نے جوعبادت کا مفہوم پیش کیا ہے وہ دراصل ایک فطری چیز ہے جس کوسلیم طبیعت فوراً قبول کرلیتی ہے۔

مسلمان جوبھی نیک کام کرے اگراس سے مقصود خدا کے حکم کی بجا آوری اوراس کو خوش کرنا ہے تو وہ عبادت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: **انما الاعمال بالنیات** اعمال کا ثواب نیّت پر موقوف ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبادت میں نیّت اوراخلاص نہایت ضروری ہے۔

انسان کا ہر وہ کام جس سے مقصود خوشنودی خدا ہے عبادت ہے اور اگر اس کام سے مقصود شہرت اور رِیا کاری ہے تو یہ عبادت نہ ہوگی کیونکہ جو عبادت خلوص نیّت سے خالی ہو اس میں تقویٰ کہاں ہوگا اور عبادت کی غرض وغایت تقویٰ بھی ہے۔

اسی حدیث '**انما الاعمال بالنبیات**' سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ صرف نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج ہی عبادت نہیں ہے بلکہ ہر وہ کام جس سے مقصود خدا کی رضا ہو وہ عبادت ہے مثلاً کسی شکستہ دل کی تسکین کے لئے تسلی وتشفی کی بات کرنا اور کسی گنہگار کو معاف کرنا بھی عبادت ہے چنانچہ ارشاد ہے﴿**قول معروف ومغفرة خير ----**﴾ اچھی بات کہنا اور معاف کرنا اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے ستانا ہو۔ اس آیت کی تشریح حضور نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی **كل معروف صدقة تبسمك فى وجه اخيك صدقة واماطة الاذىٰ عن الطريق صدقة الساعى على الارملة والمسكين كالمجاهد فى سبيل الله** ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔ کسی بھائی کو دیکھ کر اس کو خوش کرنے کے لئے مسکرانا' راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا بھی خیرات ہے' بیوہ غریب کی مدد کرنا' خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ (بخاری)

اسی طرح لوگوں کے درمیان' بغض وفساد کے اسباب کو دُور کرنا محبت پھیلانا بھی عبادت ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمھیں روزہ نماز سے بڑھ کر درجہ کی چیز نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی' فرمایئے یا رسول اللہ ﷺ' حضور ﷺ نے فرمایا: **اصلاح ذات البين** آپس کے تعلقات کا درست رکھنا۔

ان مثالوں سے واضح ہوا اسلام میں عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ اس لئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ مومن کا ہر کام عبادت ہے۔ اس کا سونا جاگنا کمانا تجارت کرنا وغیرہ سب ہی عبادت ہیں جب کہ اس سے مقصود اللہ رب العزت جل مجدہ کی خوشنودی اور اس کے بندوں کے حقوق ادا کرنا ہو۔

اسلام تمہیں صرف مسجد کا مسلمان دیکھنا نہیں چاہتا بلکہ تم مسجد میں بھی مسلمان ہو، گھر میں بھی مسلمان ہو، بچوں کے درمیان بھی مسلمان ہو، مسلمان کی ڈیوٹی کبھی ختم نہیں ہوتی۔ رات کو بھی مسلمان، دن کو بھی مسلمان۔ سوتا ہے تو مسلمان، جاگتا ہے تو مسلمان۔ معلوم ہوا کہ یہی ایک قوم ایسی ہے جسکی ڈیوٹی چوبیس گھنٹے کی ہے چوبیس گھنٹے تمہارے سینہ پر اسلام کا تمغہ ہونا چاہیے، ایک سکنڈ کی بھی فرصت نہیں۔ ☆☆☆

انسانی جذبات کا حل : فطری جذبہ کو صحیح طریقہ پر لگایا جاسکتا ہے مگر اُسے فنا نہیں کیا جاسکتا، مثال کے طور پر ایک طوفانی سیلاب تیزی کے ساتھ آپ کی آبادیوں کی طرف آرہا ہے، کسی میں طاقت یا زُور نہیں کہ اُس کے رُخ کو موڑ دے۔ کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے جو سیلاب کو فنا کردے۔ دیکھو فنا کرنے کی تدبیر مت کرو۔ اگر تدبیر کرنا ہے تو ایک مضبوط دیوار بنادو تاکہ آنے والا سیلاب اِدھر آنے کے بجائے ویرانے کی طرف چلا جائے۔ اس سے دو فائدے ہوں گے، ایک یہ کہ آبادی بچ جائے گی، اور دوسرے یہ کہ ویرانے آباد ہوجائیں گے۔ رُخ بدل دو، فنا کرنے کی کوشش نہ کرو۔

اگر کوہ آتش فشاں سے بے قرار شعلوں کو نکلنے کا کوئی راستہ نہ ملے گا تو زلزلے ضرور اُٹھیں گے۔ انقلاب ضرور برپا ہوں گے، تباہی ضرور آئے گی۔

ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ (رہبانیت اور گوشہ نشینی کا نعرہ لگانے والوں کی طرف سے) انسانی جذبات کو مُردہ کرنے کی جو کوشش کی گئی وہ یہ کہ انسان فرشتہ ہے، (ازدواجی زندگی کی کوئی ضرورت نہیں) تجرد کی زندگی گذاریں (نکاح سے گریز کریں) ......مگر ہم دیکھتے کیا ہیں؟ وہاں کیا ہوا؟ عیسائیت کا فیضانِ اخلاق، انسانی جذبات کے سیلاب میں بہہ گیا۔ کہا گیا تھا کہ انسان فرشتہ ہے، کہا گیا تھا کہ انسان تجرد کی زندگی اختیار کرے مگر ہم نے یہ دیکھا کہ کلیسا کی نام نہاد مقدس فضاء میں اِنسانیت کا جو عریاں رَقص ہوا ہے وہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ قحبہ خانے بھی شرمندہ ہوکر رہ گئے ہیں۔ جذبات کو فنا مت کرو بلکہ جذبات کو صحیح سمت موڑ دو۔

پوپ اور توبہ : کیا یہ بُری بات نہیں ہے کہ جرم کرنے والا جرم کرتا جائے اور جرم کرنے کے بعد مجرم چھوٹتا چلا جائے۔ پوپ اعظم کے سامنے آؤ اور اپنے جرم کی وضاحت کرو، اپنے جرم کو بیان کردو، پاک ہوگئے ! کتنا آسان ہوگیا کہ صاف ہوگیا اور یہ پوپ صاحب کا یہ معاملہ ہے کہ مزے لے لے کے سُن رہے ہیں۔

اسلام اور توبہ : اسلام میں توبہ کی بہت بڑی اہمیت ہے اور قانون ہی ہے وہ کسی کی رِعایت نہیں کرتا، اگرچہ قانون آپ ہی بنا لیجئے مگر وہ آپ کی بھی رعایت نہیں کرتا، جب کبھی آپ زَد میں آئیں گے یہی قانون آپ کی گردن اُڑا دے گا۔

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ سے ایک بشری بھول ہوگئی۔ مسلم شریف میں ہے کہ حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ سے زِنا سرزَد ہوگیا تو بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا **'یارسول اللہ طهرنی'** اے اللہ کے رسول مجھے پاک فرما دیجئے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام، رب کا گناہ کرکے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے تھے کہ ہمیں پاک فرمادیں کیونکہ حضور ﷺ کو وسیلۂ نجات جانتے تھے۔

سرکار رسالتماب ﷺ فیصلہ کرنے کا طریقہ بھی عطا فرمارہے ہیں۔ رسول یہ جانتے ہیں کہ یہ کس بات کی طہارت چاہتے ہیں مگر وہ بتلانا چاہتے ہیں کہ مجرم جب تک اعترافِ جرم نہ کرے، اپنے علم سے کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اعتراف جرم ہو یا شہادت ہو، فیصلہ کنندہ (جج) کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنے علم کی روشنی میں فیصلہ کرے وہ ابھی اعتراف نہیں کیا مگر آپ نے فرمایا کہ جاؤ استغفار کرو۔

آپ خیال کرو کہ وہ (صحابہ کرام) کیسے لوگ تھے، سرکار ﷺ تو کہہ رہے ہیں جاؤ استغفار کرو، بڑا اچھا بہانہ تھا کہ چلے جاتے ...... مگر رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی دِکھانا تھا کہ ہمارے درس گاہ کے تربیت یافتہ کے ذہن کی کیسی تطہیر ہوگئی۔ پھر وہ آکر کہتے ہیں **اطهرنی یا رسول الله** یارسول اللہ ﷺ ! مجھے پاک کردیجئے۔

ہم اگر حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے پوچھیں کہ پاک کون کرتا ہے؟ شفاء کون دیتا ہے؟ تو کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ تو آپ پھر یہاں کیوں مانگنے آئے ہیں؟ کعبہ آپ کے قریب ہے۔ صفا و مروہ کی مقدس چوٹیوں پر پہنچیے' خدا کو یاد کیجئے' بیت المقدس کو پہنچئے۔ یہ کیسا معاملہ ہے جو بارگاہ رَسالت میں آئے ہیں۔ تو وہ یہی کہیں گے کہ اے نادان ! چاہے ہم کعبہ سے آواز دیں' ہم چاہے بیت المقدس سے آواز دیں' چاہے ہم جبل رحمہ سے آواز دیں......مگر دینے والا اِسی دَر سے دے گا۔

اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

ہم اس بارگاہ میں آئے ہوئے ہیں طہارت لینے کے لئے۔ یہ رَسول کی بارگاہ دَروازۂ رَحمت ہے۔ رَحمت حاصل کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ **اطهرنی یا رسول الله** یارسول اللہ ﷺ پاک کر دیجئے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے جرم کا بھی اعتراف کر لیا اور سرکار ﷺ نے رَجم کا حکم دے دیا' بات مکمل ہوگئی۔ صحابہ کرام میں سرگوشیاں ہوئیں کہ ماعز سے کیا بات ہوئی ہے؟ تو اس پر سرکار ﷺ نے فرمایا کہ ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ میری اُمت کے سارے گنہگاروں پر تقسیم کر دی جائے تو سب بخش دیئے جائیں گے۔

اشک ندامت کی بڑی قیمت ہے۔ توبہ کا بڑا مقام ہے۔ توبہ کے اندر بڑا وزن ہے

قانون کسی کی رعایت نہیں کرتا : قانون' قانون ہے۔ قانون اپنا پرایا نہیں دیکھتا۔ قانون میں قریب و بعید دیکھا نہیں جاتا۔

میرا ذہن ایک لطیفہ کے طور پر ایک قانون کی طرف چلا گیا۔ ایک صاحب نے کسی مقصد کے لئے یہ قانون بنایا تھا کہ سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ بڑا ہی اچھا قانون ہے جس میں مُروت کی بات ہے' مساوات کی بات ہے۔ اب اس قانون کو کوئی مانے یا نہ مانے' مگر جس نے بنایا ہے وہ تو ضرور مانے گا۔

قانون بنانے والے نے جو قانون بنایا ہے کہ سب انسان بھائی' بھائی ہیں' اس سے

اُسے کیا فائدہ ہوگا؟ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ نبی بھی تو انسان ہیں اور دُنیا کا کون سا انسان ہے جو نبی کو انسان نہ کہے۔ اس لئے کہ نبی کا جامہ بشری میں آنا ضروری ہے بشر کا لفظ قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ کون کہتا ہے کہ نبی' جنّات ہے یا فرشتہ ہے' نبی بھی انسان' ہم سب بھی انسان ہے۔ سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ زیادہ تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں۔سمجھ لیجئے کہ یہ قانون کیوں بنائے ہیں۔ قانون اس لئے بنایا تھا کہ نبی کو بھائی کہہ سکیں۔ بس اتنی سی بات تھی بنانے والے نے بنایا' مگر اس قانون کی چکر میں وہ بنانے والا کیسے پھنس گیا' وہ غور کرنے کی بات ہے۔ ہم مانیں یا نہ مانیں' مگر بنانے والے کو ماننا ہی ہے کہ سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اگر یہ قانون والا یا اگر اُس کا کوئی وکیل تمہارے سامنے آئے تو آپ اُس سے سوال کرو کہ فرعون' نمرود' ہامان' ابوجہل' ابولہب ...... یہ انسان تھے یا نہیں؟ واقعی یہ سب انسان تھے۔ اور آپ بھی تو انسان ہیں۔ چلو سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جس دَلیل' جس حجت' جس اُصول' جس ضابطہ سے آپ سب کو اپنا بھائی کہنا چاہتے ہیں' اسی ضابطہ سے' اسی اصول سے تم فرعون کے بھائی بن گئے ہو۔ ابوجہل کے بھائی بن گئے ہو' ابولہب کے بھائی بن گئے ہو' یزید کے بھائی بن گئے ہو۔ یہ ایسا قانون ہی کیوں بناتے ہو کہ تمہارا ہی گلہ کٹ جائے۔

اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

قانون کسی کی رعایت نہیں کرتا' اصول کسی کی مروّت نہیں کرتا۔ سب انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں' یہ بات اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھی ہے۔ اسلام میں قانون کا احترام اپنی جگہ پر ہے۔ قانون بہرحال قانون ہے۔

مادّہ پرست فلسفی کا قانون : اٹھارویں صدی کے ایک فلسفی کو دیکھئے' وہ کہتا ہے کہ انسان بھی دوسرے جانوروں کی طرح ایک جانور ہے' لہذا جیسے دوسرے جانور کو حق حاصل ہیں' ویسے انسان کو بھی حق حاصل ہونا چاہیے جیسے بڑی مچھلی کو حق ہے

کہ وہ چھوٹی مچھلی کو نگل جائے اور جیسا بھیڑیئے کو حق ہے کہ بکری کو پھاڑ کر کھائے ...... ایسا ہی ایک طاقتور کو حق ہے کہ کمزور کا گلہ دَبا ڈالے۔ ایسا ہی ایک سرمایہ دار کو حق ہے کہ غریب کا خون چوستا رہے اور اپنے چہرے کی سرخی بڑھاتا رہے اس نظریہ سے انسان قطعاً سکون نہیں پا سکتا۔

یہ اِنسانیت کا علاج کر رہے ہیں مگر اِنسانیت کا شعور نہیں ہے۔

مقامِ اِنسانیت : پہلے تم یہ سمجھو کہ انسان کیا ہے؟ مقام اِنسانیت کیا ہے؟ انسان کا درجہ کیا ہے؟ انسان کا مرتبہ کیا ہے؟ جو علاج دَریا کے مچھلیوں کے لئے مفید ہوسکتا ہے وہی علاج فضاء کے پرندوں کے لئے مفید ہوسکتا ہے لیکن وہ علاج اشرف المخلوقات انسان کے لئے ہرگز مفید نہیں ہوسکتا۔ ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انسان کیا ہے۔ اسلام نے انسان کو سمجھانے کے لئے قرآن کریم میں ایسے ایسے واضح اور روشن بیانات پیش کئے ہیں کہ اس کو ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انسان کیا ہے اور خدا نے انسان کو کیا بنا کر بھیجا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ :

﴿**اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً**﴾ (البقرۃ/۳۰)

میں زمین پر اپنا خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں۔

زمین بن چکی ہے، مگر ابھی کچھ کمی ہے۔ خدا نے کتنی مخلوق پیدا کی ہے مخلوق میں تسبیح کرنے والے موجود، مخلوق میں تقدیس کرنے والے موجود، مخلوق میں اللہ کا ذکر کرنے والے موجود، فرشتے موجود، جِنّات موجود، حیوانات موجود ...... دوسری ساری مخلوق موجود ہے۔ اللہ کی تسبیح وتقدیس اور عبادت کے لئے مخلوق موجود ہے۔ مشئیتِ قدرت ابھی ایک کمی دیکھ رہی ہے کہ ان سب میں کوئی ایسا نہیں ہے جس کو میں اپنا خلیفہ (نائب) بناؤں۔ ﴿**اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً**﴾

انسان کی عظمت : اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمانا چاہا، تو فرشتوں کو حکم دیا کہ ایک مجسمہ بناؤ۔ جب مجسمہ تیار ہوا تو بہت خوبصورت مجسمہ تھا، وہ بھی عناصر اربعہ آگ، پانی، مٹی اور ہوا سے تیار کیا ہوا۔ مجسمہ تیار ہوا تو سب ہی دیکھ رہے تھے۔ ابلیس بھی دیکھ رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ جب مجسمہ تیار ہوا تو اعلان ہوا کہ: ﴿**اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً**﴾ میں زمین میں خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں فرشتوں نے سُن کر اپنے معروضات پیش کئے کہ ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں، تیری تقدیس بیان کرتے ہیں۔ ﴿**نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ**﴾ (البقرۃ/۳۰) ہم تیری تسبیح کرتے رہتے ہیں بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ) میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے۔ فرشتوں کو خاموش کر دیا گیا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ ابلیس خاموش سارے مناظر دیکھ رہا تھا۔ انسان کی شرافت کے لئے یہ بات بہت کافی تھی کہ وہ خدا کا زمین میں نائب وخلیفہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اِنسان کو جب اتنی عظمت کا مقام دیا تو مخلوق کو بھی مجبور کیا کہ انسان کے آگے عظمت کا اظہار کرو۔ جب وہ میرا خلیفہ (نائب) ہے تو اُس کے آگے حلفِ وفاداری اُٹھاؤ اور حلف اُٹھانے کا ایسا انداز اختیار کیا کہ فرمایا ﴿**اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ**﴾ آدم کو سجدہ کرو۔ آدم کی پیشانی کو نورِ محمدی کی زِینت بنا چکا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ آدم کو سجدہ کرو۔ جب سے ابلیس صبر کر رہا تھا۔ جب تک جھکنے کی بات نہیں تھی، خاموش تھا۔ اب گڑبڑ ہوگئی کہ اُس کی کروڑوں برسوں کی عبادت کام نہ آئی، نہ اُس کا تقویٰ کام آیا۔ ملائکہ (فرشتے) بغیر تامل کے جھک گئے، مگر ابلیس اکڑ گیا اور انکار کیا۔

﴿**فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ**﴾ (البقرۃ/۳۴)

پس آدم (علیہ السلام) کے سامنے سب سجدے میں گر پڑے بجز ابلیس کے۔ اس نے (اللہ تعالیٰ کا) کہنا نہ مانا اور تکبّر (غرور) کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

﴿☆☆☆ تکبر ایک اعتبار سے کفر سے بھی اَشد ہے اس لئے کہ کفر بھی دَراصل کبر سے ہی پیدا ہوتا ہے ابلیس کو اسی تکبر نے کافر اور شیطان بنایا۔

کبرؔ کفر کا شعبہ ہے اور جن گناہوں کا تعلق کبر سے ہے وہ شیطانی گناہ کہلاتے ہیں جن کی بُرائی حیوانی گناہوں سے بہت زیادہ ہے۔

تکبر اُم الامراض ہے بڑے سے بڑے کو بھی گرا دیتا ہے بہت سے مشائخِ سلوک کو بھی اس مہلک مرض کی وجہ سے گرتے ہوئے دیکھا۔ یہ تکبر ایسی بُری بلا ہے کہ بڑے بڑے شیوخ کو بھی کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ سارے کمالات سلب ہو کر رہ گئے اللہ تعالیٰ ہی محض اپنے فضل وکرم سے اس مصیبت عظمیٰ سے بچائے۔ (آمین)

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام نے انتقال کے وقت اپنے دو صاحبزادوں کو بُلایا اور فرمایا کہ میں تمہیں دو چیزوں سے بچنے کا حکم دیتا ہوں (۱) شرک (۲) کبر (الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ قیامت کے دن جبارین اور متکبرین کو چیونٹیوں کے برابر کر دیا جائے گا لوگ انھیں روندتے ہوئے جائیں گے۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں بہت سی روایات آثار کبر کی بُرائی کے ذکر کئے ہیں۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری کتاب 'اللہ تعالیٰ کی کبریائی') ☆☆﴾

ابلیس سے یہ غلطی ہوئی کہ وہ مقامِ اِنسانیت نہ سمجھ سکا۔ اگر وہ سمجھ لیتا کہ یہ خدا کا نائب وخلیفہ ہے تو انکار نہ کرتا، مگر اُس نے کیا سمجھا کہ میں آگ کا ہوں، یہ مٹی کے ہیں۔ ﴿قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ۚ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ (الاعراف/۱۲) (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) تو جو سجدہ نہیں کرتا تجھ کو اس سے کون امر مانع ہے جب کہ میں تجھ کو حکم دے چکا۔ کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں

تو نے مجھ کو آ گ سے پیدا کیا ہے اور اس کو تو نے خاک (مٹی) سے پیدا کیا ہے ۔
(نبی کو خاک و مٹی کہنے کی) یہ غلطی آ ج تک متواتر اور متوارث چلی آ رہی ہے ۔
جب اُس سے پوچھا گیا کہ جب خدا نے حکم دیا تھا تو کونسی چیز تھی جو رُکاوٹ بن گئی ۔ اس سوال کی قطعی ضرورت نہیں تھی' اس لئے کہ مَردود کرنے کے لئے اتنا ہی کافی تھا اور خدائے تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ اُس کے انکار کے ساتھ وجہ انکار سمجھا کر بتلا دیا کہ انکار کرنے والے کی وجہ انکار کیا ہے' اُس کی زبان سے کہلوا دیا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ 'بشر' میں 'جن'۔ وہ 'مٹی' کے اور میں 'آ گ' کا۔ اُس کو ایک لفظ ملا 'بشر' کا اور ایک لفظ ملا 'مٹی' کا۔ ابلیس کو اور بہت سارے الفاظ مل سکتے تھے۔ ان دولفظوں کا اُس نے سوچ سمجھ کر ہی انتخاب کیا ہے اور اب یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اُستاد کی سکھلائی ہوئی ہے ۔

اللھم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

﴾☆☆☆ **ابلیس کا تکبر** : یہ بات قابل غور ہے کہ ابلیس علم وَ معرفت میں یہ مقام رکھتا تھا کہ اُس کو طاؤس الملائکہ کہا جاتا تھا' پھر اُس سے یہ حرکت کیسے صادر ہوئی ؟ (ابلیس کا کفر محض عملی نافرمانی کا نتیجہ نہیں' کیونکہ کسی فرض کو عملاً ترک کر دینا اصول شریعت میں فسق و گناہ ہے کفر نہیں ۔ ابلیس کے کفر کا اصل سبب حکم ربّانی سے معارضہ اور مقابلہ کرنا ہے کہ آپ نے جس کو سجدہ کرنے کا مجھے حکم دیا ہے وہ اس قابل نہیں کہ میں اُس کو سجدہ کروں' یہ معارضہ بلا شبہ کفر ہے۔ ابلیس مشرک نہیں بلکہ موحد تھا اللہ تعالیٰ کو واحد و یکتا مانتا تھا اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق سمجھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک اور برداشت نہیں کرتا تھا۔ ابلیسی و شیطانی توحید کی شدّت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی نبی کی تعظیم و توقیر برداشت نہیں کیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ تعظیمی کرنے سے انکار کر دیا ۔ نبی کی توہین کرنے اور بشر و مٹی کہنے کے جرم میں مردود قرار دے کر زمین پر پھینک دیا گیا۔ شیطان لعنتی اور مردود

بن کر زمین پر رہنا پسند کیا لیکن توبہ کرتے ہوئے سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدہ کا اقرار نہیں کیا۔ یہی ابلیسی توحید ہے نبی کی تعظیم کو شرک و بدعت تصور کیا اور یہی وسوسے انسانی ذہنوں میں ڈال رہا ہے۔

حضور ﷺ کو توہین کی نیّت سے بشر کہنا طریقہ کفار ہے :

بدقسمتی سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں رسول کریم ﷺ کے مرتبہ و مقام اور منصب کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے اور حضور ﷺ کے زمانہ کے کفار کی طرح ﴿مَانَرَاكَ اِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا﴾ 'ہم تو تم کو اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں' کا باطل نعرہ لگاتے ہیں۔

کفار تو کہا کرتے تھے ﴿مَااَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا﴾ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر' نبی کو بشر اور مٹی کہنے والا سب سے پہلے ابلیس ہے ﴿قَالَ لَمْ اَكُنْ لِاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾ میں گوارہ نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے ﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ ۔ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا آج بھی یہی ابلیسی باطل نعرے مختلف جماعتوں کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں۔ ﴿☆☆☆﴾

فرشتوں کا معروضہ :

دیکھو فرشتوں نے بھی معروضہ پیش کیا تھا مگر وہاں ادب تھا' وہاں نیک بختی تھی فرشتوں کے معروضہ پیش کرنے کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے تو خود ہی مجسمہ تیار کیا تھا اور انہوں نے دیکھا کہ یہ آگ' پانی' مٹی' ہوا سے بنا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ یہ انسان جتنی چیزوں سے بنا ہے اُس کے اندر ٹکراؤ بہت ہے۔ جب انسان یہ

چیزوں سے بنا ہے تو کوئی ناری ہوگا' کوئی خاکی ہوگا' کوئی آبی ہوگا۔ جب مزاج بدلیں گے تو ٹکراؤ ضرور ہوگا' یہ جا کر فساد کریں گے' جھگڑا کریں گے۔

جب حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے۔ ﴿قَالَ اِنِّیٓ اَعۡلَمُ مَالَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴾ فرشتوں کو خاموش کر دیا گیا کہ میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

ابلیس عابد تھا' عارف نہیں تھا : ایک عارف نے کیا پیاری بات کہی ہے کہ جس وقت تمام فرشتوں کو حکم دیا گیا تھا کہ آدم کو سجدہ کرو' اس حکم کے دیئے جانے سے پہلے تک ابلیس عابد تھا' عارف نہیں تھا۔ اُس نے آدم کو دیکھا' آدم میں نہ دیکھ سکا۔ اگر وہ آدم میں دیکھتا تو اُس کی وہ حجت بھی ختم ہو جاتی ۔۔ رب تبارک وتعالیٰ نے امتحان کے لئے نور محمدی ﷺ کو سجدہ کروانا چاہا تو مجسمہ آدم تیار کر کے مجسمہ آدم کو نور محمدی ﷺ کے لئے حجاب بنا دیا۔ مکان ہے مجسمہ سیدنا آدم (علیہ السلام)۔ اور مکین ہے نور مصطفیٰ ﷺ۔ رُخ ہے مکان کی طرف اور سجدہ ہے مکین کے لئے۔ مگر ابلیس کی نظر مکان میں اُلجھ کر رہ گئی۔ اور (فرشتے) جو نوری مخلوق تھی' جو ملکوتی صفت رکھتے تھے' یہ عناصر اربعہ (آگ' پانی' مٹی اور ہوا) کو نہ دیکھے۔ اُن کی نظر نور مصطفیٰ ﷺ پر پڑ گئی تو نوری' نوری کے آگے جھک گئے۔ یہ نکتہ' ناری کے سمجھ میں نہ آسکا۔ معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں کی نظر اُوپر ہی سے پلٹ کر آجاتی ہے۔ اور کچھ لوگ اندر تک پہنچ کرتے ہیں۔ چُھپنے والے بہت چُھپے' مگر ہم سے نہ چھپ سکے۔ آپ حضرت غریب نواز خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو لے لیجئے' جب حضرت خواجہ اجمیری ہم سے چُھپنے پر آئے تو اُن کو اُن کے کفن مبارک نے چُھپایا۔ اُس کفن کو قبر نے چُھپایا' اُن کو روضہ نے چھپا لیا۔۔ اس کے باوجود وہ ہمارے دِل میں چُھپے ہوئے ہیں۔ وہ چھپتے چلے جا رہے ہیں مگر ہماری نظر سے نہیں ہٹتے جا رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہماری

نظر گنبد سے ٹکرا کر واپس نہیں آتی ' ہماری نظر قبر سے ٹکرا کر واپس نہیں آتی ' ہماری نظر تو قبر والے تک جاتی ہے۔ ہمارا چُھپنے والا ہم سے چُھپ کر بھی ہم پر واضح ہے۔ ہماری نظر مکین پر ہے' مکان پر نہیں ہے۔ ہماری نظر روضہ والے پر ہے' روضہ پر نہیں ہے۔ اگر ہم کو پتھروں سے دلچسپی ہوتی تو ہمارے (یوپی) میں پتھروں کی کمی نہ تھی۔ درختوں کی کمی نہیں ہے۔ اگر واقعی ہم کو پتھروں سے دلچسپی ہوتی تو (یوپی) چھوڑ کر اجمیر شریف جانے کی کیوں ضرورت ہوتی ! اجمیر شریف میں ہم کو قبر نہیں بلا رہی ہے' روضہ نہیں بلا رہا ہے بلکہ روضہ والا بلا رہا ہے مگر اپنی اپنی نظر ہے۔ ہماری نظر اندر تک پہونچتی ہے اس لئے کہ رسول نے ہماری نظر کا ایسا تصفیہ کر دیا ہے اور ہماری نظر کے اندر اللہ کے رسول کے کرم سے ملکوتی شان پیدا ہوگئی ہے کہ ہم ظاہر کو نہیں دیکھتے' باطن کو دیکھتے ہیں۔ اُن (بزرگانِ دین کی عظمت کے منکرین) کی نظر اُوپر ہی سے پلٹ کر آتی ہے۔ جب ہی تو کہتے ہیں کہ ہم پتھر کو چوم کر آئے ہیں۔

اے نادان ! جب تم کعبہ کو گئے تھے وہ کیا چوم آئے' وہ بھی تو پتھر ہی تھے۔

اللهم صل علٰی سیدنا محمد وعلٰی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیه

گہری نظر سے دیکھو تو پتھر کو چوم کر آئے' اس لئے کہ اُن کے مقدر میں پتھر ہی تو ہیں۔ سوچنے اور سمجھنے کی بات ہے کہ ابلیس نے آدم (علیہ السلام) کو دیکھا' آدم (علیہ السلام) میں نہ دیکھ سکا۔

ایک مرتبہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو شوق ہوا' انہوں نے دُعا کی تھی کہ میں ابلیس سے ملنا چاہتا ہوں۔ ایسی دعا تم کبھی نہ کرنا۔ وہ تو بغیر دُعا کے ہی ملتا ہے جہاں اُسے فائدہ ہوتا ہے۔ بہر حال دُعا پر جب وہ آ گیا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ابلیس سے ایک سوال کیا کہ یہ بتا کہ بندے کو بحث وتکرار سے کیا مطلب ہے؟ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھے کہد یا تھا کہ جھک جاؤ تو

تجھے جھک جانا چاہیے تھا۔ تو اُسی خدا کو مان کر خدا والا ہوا' وہی خدا جھکا رہا ہے۔ ایسا ہی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ ماننے پر آ جائیں تو انھیں کون منوا سکتا ہے۔ جب اُن سے کہو کہ قرآن میں ہے اور نہ مانے تو تعجب کیا ہے۔ یہاں بھی تو خدا کہہ رہا ہے ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ تعظیم کرو اور توقیر کرو......مگر وہ نہ کریں گے۔

ابلیس کہا تھا کہ جو سَر خدا کے آگے جھکا ہو' وہ غیرِ خدا کے آگے کیسے جھکے گا ! ایسا پکا توحید والا موحد نہ ملے گا۔ خدا بھی اگر حکم دے تب بھی نہ جھکے۔ ایسے توحید والے کی مثال بھی نہ ملے گی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سے کیا مطلب؟ اللہ تعالیٰ جہاں جھکائے جھک جائے' توحید جہاں پر رُکا دے وہ توحید۔

اب ذرا غور کرو اور یہ غیر والی بات دیکھو۔ انبیاء اور اولیاء کے لئے سب سے پہلے لفظ غیر استعمال کرنے والا ابلیس ہے کہ یہ خدا کے غیر ہیں۔ یہ بولی کی بات ہے آپ بھی بولتے ہیں۔ قرآن کریم کا جو نزول ہوا ہے وہ عرب کی فصاحت و بلاغت پر ہے۔ ایک صاحب میرے ہاں آئے تو دیکھا کہ معز الدین اشرفی بیٹھے ہوئے ہیں مگر وہ اُن کو دیکھ کر ذرا خاموش ہو گئے۔ میں نے اُن سے کہا کہ فرمایئے یہ غیر نہیں اپنے ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو اپنا ہوتا ہے وہ غیر نہیں ہوتا' جو بیگانہ ہوتا ہے وہ غیر ہوتا ہے۔ اور بیگانوں کے لئے قرآن میں **من دون الله** کے لفظ بہت ہیں مگر اپنوں کے لئے کہیں **نبی الله** کا لفظ ہے کہیں **رسول الله** کا لفظ کہیں **ولی الله** کا لفظ ہے مجھے یہ بتلاؤ کہ اگر تم انبیاء اور اولیاء کو خدا کے غیر' خدا کے بیگانے قرار دیں تو خدا کا اپنا کون ہے؟ ابلیس نے سب سے پہلے نبی کو خدا کا غیر کہہ کر یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ یہ خدا کے بیگانے ہیں۔ یہ اگر خدا کے اپنے ہوں گے تو اُن کی تعظیم خدا کی تعظیم ہوگی' اُن کی محبت خدا کی محبت ہوگی۔ اس لئے یہ ماننے کو تیار نہیں تھا۔ جب ہی تو بیگانہ بتلا رہا ہے۔ جب یہ بگانے ہوں گے تو تب ہی کہہ سکیں گے کہ ہم کو اُن کی تعظیم

کی ضرورت نہیں ہے، اُن کی محبت کی ضرورت نہیں ہے۔ اچھی طرح سمجھو غیر کا لفظ سب سے پہلے استعمال کرونے والا ابلیس ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بھی اُس نے یہی فلسفہ رکھا۔

مقامِ انسانیت کو ابلیس نہ سمجھ سکا : ابلیس نے انسان کے بلند مقام کو سمجھ نہ سکا کہ خدا نے انسان کو اپنے لئے انتخاب کیا ہے، اپنی نیابت کے لئے، اپنی خلافت کے لئے انتخاب فرمایا ہے۔ یہ زمین کا فرش کس لئے؟ یہ آسمان کا شامیانہ کس لئے؟ یہ چاند وسورج اور ستارے کس لئے؟ یہ آبشار اور نہریں کس کے لئے بنوائی گئی؟ یہ مشرق سے مغرب تک، شمال سے جنوب تک کس لئے؟ تو یہی جواب ہوگا کہ یہ سب انسان کے لئے ہے۔ پھر انسان کس کے لئے ہیں تو یہ انسان اللہ کی نیابت کے لئے ہے اللہ کی خلافت کے لئے ہے۔ یہ اللہ کا نائب اور خلیفہ ہے۔ پھر اللہ نے اِنسانیت کے فرد کامل کو اُٹھایا اور اُٹھاتا ہی چلا گیا، بڑھایا اور بڑھاتا ہی چلا گیا اور عرش پر پہنچا دیا تاکہ عرش بھی کہہ سکے کہ میں انسان کے تلے کے نیچے ہوں بقول اقبال ؎

پتہ چلا ہے کہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں گردوں

انسان کیا ہے ؟

کتنا اونچا ہے انسان ......مگر کم نظروں نے کیا کیا کہہ ڈالا اور سمجھ لیا :

☆ اہل کلیسا نے کہا ہے کہ ملک زادہ ہے انسان۔

☆ شیطان نے کہا ہے کہ خاک زادہ ہے انسان۔

☆ ہیکن نے کہا ہے کہ حیوان زادہ ہے انسان۔

☆ تصوراتی مخلوق جس کا وجود ہی نہیں، یعنی معبودانِ باطلہ کی پَرستش کرنے والے کفار ومشرکین نے کہا کہ جانورں کی عبادت و پَرستش کرنے والا ہے انسان،

پہاڑوں اور پتھروں کی پوجا کرنے والا ہے انسان' سورج اور چاند کا پجاری ہے انسان۔ سانپوں اور چوہوں کے آگے ہاتھ جوڑ کر مدد مانگنے والا ہے انسان' دولت کو لکشمی اور گائے کو ماں کہنے والا ہے انسان۔

☆ فرقہ خوارج وہابیہ (نہاد اہلحدیث اور دیوبندیوں) نے کہا کہ دَرجات اور مراتب میں سب مساوی اور چھوٹا بڑا بھائی ہے انسان' دِیوار کے پیچھے اور پیٹھ کے پیچھے کے حالات سے بے خبر ہے انسان' کل رُونما ہونے والے حالات سے ناواقف ہے انسان' بے اختیار ہے انسان' مر کر مٹی میں مٹی (نیست وَنابود) ہوجانے والا ہے انسان' بے بس اور لاچار ہے انسان' کسی چیز کا مالک نہیں ہے انسان' بے یار ومددگار ہے انسان' نفع ونقصان پہونچانے کی صلاحیت سے محروم ہے انسان' جانوروں کے برابر علم والا ہے انسان' علم میں شیطان سے کمتر ہے انسان۔ (نعوذ بالله من ذٰلك)

اور کسی (ڈارون) نے کہا ہے کہ لنگور زادہ (بندر کی نسل) ہے انسان۔

میں اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہتا۔ اگر لنگور ترقی کر کے آدمی بن گیا تو اُس کی ترقی اب کیوں رُک گئی؟ دوسری بات میں یہ سونچتا ہوں کہ جب یہ سارے لنگور سونچیں گے اور سُنیں گے تو کہیں گے کہ ہم درخت پر ہی لٹک رہے ہیں مگر ہماری اولاد چاند پر جارہی ہے اور سورج کے شعاعوں کی تسخیر کررہی ہے' مریخ کے اندر داخل ہو رہی ہے' فضاؤں میں تیر رہی ہے۔ لنگور بہت خوش ہوں گے کہ ہم تو لٹک رہے ہیں لیکن بیٹوں نے بڑی ترقی کی ہے......مگر جب فضاؤں میں تیرنے والا انسان' سمندر کا کلیجہ چیرنے والا انسان' عطارد ومشتری پر پہنچے والا انسان' چاند میں نشان جمانے والا انسان' جب وہ یہ سونچے گا کہ ہم تو راکٹ میں اُڑ رہے ہیں اور ابّا جان لٹکے ہوئے ہیں' تو اب انسان کا کیا حال ہوگا؟ اب اِنسانیت مسخ ہوجائے گی۔

انسان کا صحیح مقام :

اِنسان کے صحیح مقام کو اگر سمجھایا ہے تو قرآن نے سمجھایا ہے۔

خدا کا نائب وخلیفہ ہے انسان۔ ﴿اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً﴾

(البقرۃ/۳۰) میں زمین پر اپنا خلیفہ (نائب) بنانے والا ہوں۔

﴿☆☆☆ محمد ہے انسان، احمد ہے انسان، محبوب ہے انسان، محمود ہے انسان، صاحبِ قرآن ہے انسان، معلم کتاب وحکمت ہے انسان، صاحب لولاک (مقصدِ تخلیق کائنات) ہے انسان، عالمِ ماکان ومایکون ہے انسان، اول المسلمین ہے انسان، صاحب مقامِ محمود ہے انسان، صاحب الشفاعۃ ہے انسان، نوشہ بزم جنت ہے انسان، صاحب حوضِ کوثر ہے انسان، مالک جنت ہے انسان، رحمۃ للعالمین ہے انسان، صاحب الوسیلہ ہے انسان، مالک دو جہاں ہے انسان، سیاہ لامکاں ہے انسان، صاحبِ قاب قوسین ہے انسان، سدرۃ المنتہیٰ سے گذر جانے والا ہے انسان، مالک ومختار ہے انسان، اوّل ہے انسان، آخر ہے انسان، مختار وماذون ہے انسان، اشرف المخلوقات ہے انسان، معظم ہے انسان، مکرم ہے انسان، رؤف ہے انسان، رحیم ہے انسان، براق کا سوار ہے انسان، براق کا مقدر ہے انسان، ہادی ہے انسان، دینِ حق کا علمبردار ہے انسان، دلیلِ الٰہی ہے انسان، نورمبین ہے انسان، صاحبِ حُسن وجمال ہے انسان، صاحبِ کمال ہے انسان، داعیاً الی الله ہے انسان، سراجا منیرا ہے انسان، معرفتِ الٰہی کا ذریعہ ہے انسان، عبد کامل ہے انسان، مسجود الملائکہ ہے انسان، اللہ کا کلیم ہے انسان، اللہ کا شاہد ہے انسان، اللہ کا صفی ہے انسان، اللہ کا خلیل ہے انسان، اللہ کا حبیب ہے انسان، قدرت کا شاہکار ہے انسان، مظہرِ ذات ذوالجلال ہے انسان ......

...... وہ انسان ہے جن کے پاؤں کو جبریل امین نے بوسہ دیا۔

...... وہ انسان ہے جس کا سینہ شق ہوگیا ہے لیکن ایک قطرہ خون نہیں نکلا۔

...... وہ انسان ہے جس نے اپنے ہاتھوں کی اُنگلیوں سے پانی کی نہر جاری کر دی۔
...... وہ انسان ہے جسے آگ میں ڈالا گیا اور آگ بجھ گئی۔
...... وہ انسان ہے جس کے آنے سے آتش کدہ ایران جو ہزاروں سال سے بھڑک رہا تھا بجھ گیا۔
...... وہ انسان ہے جو کہکشاں سے گزرتا چلا گیا۔
...... وہ انسان ہے جسے عرش کے اُوپر گامزن بھی دیکھا گیا۔
...... وہ انسان ہے جسے جانوروں نے سجدہ کیا۔
...... وہ انسان ہے جس نے پتھر پر عصا مار کر بارہ چشمے جاری کئے۔
...... وہ انسان ہے جس نے دریائے نیل عبور کیا تو دریا نے راستہ چھوڑ دیا۔
...... وہ انسان ہے جس کی نبوت کی گواہی اونٹنی دیتی تھی۔
...... وہ انسان ہے جس کے پاس اونٹ آ کر اپنے مالکوں کی شکایت کرتے تھے۔
...... وہ انسان ہے جس کے ہاتھ میں لوہا نرم ہو جاتا تھا۔
...... وہ انسان ہے جس کے ہاتھوں میں کنکریوں نے کلمہ پڑھ کے اُس کی نبوت کی شہادت دی۔
...... وہ انسان ہے جس کے لئے پرندے مسخر تھے۔
...... وہ انسان ہے جس کے لئے ہوائیں مسخر کی گئیں۔
...... وہ انسان ہے جس نے ایک رات کے تھوڑے حصے میں مسجد حرام سے لے کر لامکان کی سیر کر کے آ گیا۔
...... وہ انسان ہے جس کے ہاتھوں میں کنکریوں نے تسبیح پڑھا۔
...... وہ انسان ہے جس کے سامنے ثرید (کھانا) تسبیح کہنے لگا۔
...... وہ انسان ہے جس کے پہونچنے پر اُحد پہاڑ فرطِ محبت سے جھومنے لگا۔

...... وہ انسان ہے جس نے پتھر پر جہاں قدم رکھ دیا تو اُس نے نشان لے لیا۔

...... وہ انسان ہے جس پر پتھر بھی صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے۔

...... وہ انسان ہے جس کے اشارے پر درخت بھی چلتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔

...... وہ انسان ہے جس کی حفاظت کے لئے مکڑی نے جالا بنا دیا۔

...... وہ انسان ہے جس پر کبوتروں نے سایہ کیا۔

...... وہ انسان ہے جس کے لئے جنگل کا شیر سواری بن گیا۔

...... وہ انسان ہے جس سے چڑیوں نے فریاد کی۔

...... وہ انسان ہے جس سے ہرنی نے ایفائے عہد کیا۔

...... وہ انسان ہے جس کا گدھا بھی احترام کرتا ہے۔

...... وہ انسان ہے جس کا خچر نے کلام سمجھ لیا اور حکم مانا۔

...... وہ انسان ہے جس کے شوقِ دیدار میں جانور بے چین رہتا تھا۔

...... وہ انسان ہے جس کی دُعا پر بادل جمع ہوتے ہیں اور بارش ہوتی ہے۔

...... وہ انسان ہے جس کے حکم پر سورج ٹھہر گیا۔

...... وہ انسان ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھل گئے۔

...... وہ انسان ہے جس نے چاند کے دوٹکڑے کئے۔

...... وہ انسان ہے جس کی زمین نے اطاعت کی۔

...... وہ انسان ہے جس کی زمین وآسمان پر حکومت ہے اور جس کے دووزیر آسمان پر اور دووزیر زمین پر ہیں۔

...... وہ انسان ہے جس کا سارا جہاں محتاج ہے۔

...... وہ انسان ہے جس کا ادب واحترام ساری مخلوق (زمین میں چلنے والا ہر حیوان اور (فضاء میں) اپنے بازوؤں سے اُڑنے والا ہر پرندہ) کرتا ہے۔

...... وہ انسان ہے جس کا فعل رب تعالیٰ کا فعل ہے۔

...... وہ انسان ہے جس سے بیعت رب تعالیٰ سے بیعت ہے۔

...... وہ انسان ہے جس کا ہاتھ رب تعالیٰ کا دَست قدرت ہے۔ ☆☆☆﴾

انسان صاحبِ عرش الٰہی ہے **قلب المومن عرش الله** مومن کا دِل عرش الٰہی ہے۔

آپ نے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سُنا ہوگا کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ وہ سَر پر عرش الٰہی لے کر چل رہا ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ چلو اس خواب کی تعبیر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھ لیں۔ وہ بسطام کو گیا تو بہت بڑا اژدھام دیکھا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ حضرت بایزید کا وصال ہوگیا ہے اس لئے یہ مجمع ہے۔ یہ سُن کر بہت مایوس ہوا کہ اب میرے خواب کی تعبیر کون بتلائے گا۔ وہ جنازہ میں شرکت کے لئے قریب جانے کی بہت کوشش کی اور کسی طرح وہ جنازہ کے نیچے ہوگئے اور وہ نیچے نیچے چل رہے ہیں۔ جب ذَرا سُکون ہوا تو خواب کا خیال آیا کہ میں خواب دیکھا تھا کہ عرشِ الٰہی کو سر پر لے کر چل رہا ہوں۔ حضور اس کی تعبیر کیا ہے؟ اس پر غیبی ندا آئی کہ نادان یہی اس کی تعبیر ہے کہ بایزید کا سر تیرے سر پر ہے۔ **قلب المومن عرش الله** یہ خدا کی خاص تجلی گاہ ہے دِل۔

مقصدِ تخلیق انسان :

انسان، اللہ تعالیٰ کا عبادت گذار بندہ ہے مگر عبادت کرنا تجارت نہیں کرنا۔ کوئی کہتا ہے کہ ہم جنت کے لئے عبادت کرتے ہیں، اور کوئی سوچتا ہے کہ ہم جہنم سے بچنے کے لئے عبادت کرتے ہیں۔ اُن سے پوچھو کہ تم عبادت کرتے ہو کہ تجارت کرتے ہو۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر جنت و دوزخ نہ بناتا تو کیا میں اس لائق نہیں تھا کہ میری عبادت کی جاتی۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ (الذریات/۵۶)

اور میں نے نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر عبادت کے لئے۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ایک دفعہ ایک ہاتھ میں لکڑی اور پانی کی بالٹی لے کر نکلی کہ اس بالٹی سے جہنم کو بجھا دوں اور اس لکڑی کو جلا کر جنت کو آگ لگا دوں تا کہ لوگ میرے خدا کی رحمت کی لالچ اور جہنم کے خوف سے عبادت نہ کریں۔

☆☆☆ عالمِ اکبر ...... عالمِ اصغر

زمین و آسمان کی تمام کائنات نباتات و جمادات وحیوانات غرض ہر ہر چیز خداوندقدوس کے وجود وہستی کی کھلی ہوئی نشانی اور روشن دلیل ہے۔ ہاں مگر شرط یہ ہے کہ انسان عقل کی روشنی میں فہم وتدبر کے ساتھ کائنات عالم پر نظر ڈالے۔ یہی وجہ ہے کہ رب العالمین نے کہیں **لقوم یعقلون** فرمایا اور کہیں **لاولی الالباب** فرمایا یعنی زمین وآسمان میں خدا کے وجود کی نشانیوں کو دیکھ لینا یہ صرف عقل وسمجھ والوں ہی کا حصہ ہے اور اس دولت لازوال سے صرف وہی لوگ مالا مال ہو سکتے ہیں جو اپنی عقلوں کو غوروفکر اور فہم وتدبر کے ساتھ استعمال کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ پروردگار عالم جل جلالہ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ ﴿**وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ**﴾ (یوسف/۱۰۵) یعنی زمین وآسمان میں خدا کے وجود کی بے شمار ایسی نشانیاں ہیں کہ لوگ ان نشانیوں کے پاس سے گزرتے ہیں لیکن ان نشانیوں سے منہ موڑے ہوئے چلے جاتے ہیں اور عقل کی روشنی میں نور بصیرت سے ان آیات بینات کو نہیں دیکھتے۔

خداوند عالم نے ایک دوسری آیت میں کتنے کریمانہ انداز تخاطب کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ ﴿**سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِىْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ**﴾ (حم/۵۳) یعنی آسمان وزمین کے کناروں میں اور خود ان کی ذاتوں میں ہم اپنی نشانیاں لوگوں کو دکھائیں گے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے۔

ہر انسان کی ذات میں خدا کے وجود اور اس کے عجائبات قدرت کی ان گنت نشانیاں موجود ہیں۔ انسان اس قدر غافل اور اپنی نفسانی خواہشات میں اتنا منہمک ہے کہ خداوند قدوس کی ان آیات بینات اور روشن دلیلوں سے منہ موڑے ہوئے ہے اور آفتاب و ماہتاب سے زیادہ تابناک دلائل توحید سے آنکھ بند کئے ہوئے ہے۔

انسان کیا ہے؟ مولائے کائنات شیر خدا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حقیقت انسانی کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: **اتحسب انك جرم صيغر ٗ وفيك انطوى العالم الاكبر** یعنی اے انسان کیا تیرا خیال ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے۔ اے غافل و نادان' تیرے اندر تو ایک بہت بڑا عالم سمٹا ہوا ہے۔

یہ آسمان و زمین کا عالم' یہ نباتات و جمادات و حیوانات کی دُنیا' یہ تو عالم اکبر یعنی ایک بڑی دُنیا ہے اور انسان عالم اصغر یعنی چھوٹی دُنیا ہے اسی لئے خالق کائنات کا فرمان ہے کہ ﴿ **سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ** ﴾ (حم/۵۳) یعنی وجود باری تعالیٰ کی نشانیاں عالم اکبر میں بھی ہیں جو زمین و آسمان کے اس کنارے سے اس کنارے تک بکھری اور پھیلی ہوئی ہیں اور خداوند قدوس کے شواہد قدرت و دلائلِ وجود' عالم اصغر میں بھی ہیں یعنی انسان کے جسم میں سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک ایک ایک بوٹی' ایک ایک ذرّے ایک ایک رُونگٹے اور بال بال میں خداوند عالم یزل ولا یزال کے بے مثل و بے مثال شواہد و دلائل موجود ہیں۔ پھر اے انسان تمہیں کیا ہو گیا ہے تم نہ عالم اکبر کی نشانیوں کو دیکھتے ہو' نہ عالم اصغر کی روشن دلیلوں پر نظر ڈالتے ہو' اگر تم زمین و آسمان کی نشانیوں کو نہیں دیکھتے تو کم از کم اپنے وجود و ہستی اپنے جسم و جان ہی کی نشانیوں میں غور و فکر کے ساتھ نظر ڈالو اور خدا کے وجود و توحید اور اس کی قدرت و حکمت پر ایمان لاؤ۔ قرآن مجید کی مقدس آیتوں نے بار بار عقل انسانی کو جھنجھوڑ کر متنبہ کیا اور بتایا کہ اے نادان انسان ﴿**كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ**

بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴾ (البقرۃ/۲۸) یعنی اے انسان بھلا کس طرح تم اللہ تعالیٰ کا انکار کر سکتے ہو حالانکہ اس نے تم کو ایک بے جان نطفے سے جان دار انسان بنایا پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر موت کے بعد وہ دوبارہ تمہیں زندگی بخشے گا پھر تم اس کے دربار میں دوبارہ حاضر کئے جاؤ گے۔

انسان کی ذات ایک عالم اصغر ہے اور انسان اگر اپنے وجود وہستی کو غور وفکر کی نظر سے دیکھ لے تو اس کو اپنی ذات میں اس قدر عجائبات قدرت' وشواہد وحدانیت نظر آئیں گے کہ یقیناً اس پر معرفت الٰہی کا دروازہ کھل جائے گا۔ اسی لئے حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **من عرف نفسه فقد عرف ربه** یعنی جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا درحقیقت اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا۔ کیونکہ انسان کی ذات میں خداوند قدوس کی معرفت کی ایسی ایسی نشانیاں اور روشن دلیلیں ہیں کہ جس طرح انسان چمکتی ہوئی تیز دھوپ کو دیکھ کر سورج کے وجود کا اقرار کرنے پر مجبور ہے اسی طرح انسان اپنی ذات میں لاتعداد آیات بینات اور بے شمار شواہد قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد خالق کائنات کے وجود کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔

انسان کے جسم میں زمین وآسمان کی تمام کائنات کے نمونے موجود ہیں مثلاً انسان کے بال یہ عالم نباتات یعنی درختوں اور گھاسوں کا نمونہ ہیں۔ انسان کے سر کی بناوٹ پہاڑوں اور پہاڑوں کی کھاڑیوں کا منظر ہیں۔ آنکھیں چشموں کی روانی اور آنکھوں کی چمک میں ستاروں کی جگمگاہٹ کی عکاسی ہے۔ یوں ہی انسان کا چکنا بدن زمین کے ہموار صحراؤں اور ریگستانوں کا خاکہ پیش کررہا ہے۔ المختصر انسان کے جسم کی بناوٹ میں عالم اکبر یعنی زمین وآسمان کی مخلوقات کے تمام نمونے موجود ہیں ۔۔ لہٰذا اگر انسان اپنے انھیں اعضاء' اپنی کھال' رگوں' پٹھوں' گوشت' ہڈیوں کی ساخت اور ہر عضو میں چھپی ہوئی طاقتوں' قوتوں اور ان کے

عجیب وغریب نظامِ عمل' ان کے اعتدال' ان کی یکسانی' ان کے کمال' ان کے حسن و جمال پر ایک لمحہ کے لئے بھی عبرت کی نگاہ ڈالے اور فہم و تدبر سے کام لے تو نہ صرف انسان کی زبان بلکہ اس کے جسم کا رونگٹا رونگٹا اور بدن کا بال بال پکار اٹھے گا کہ **فتبارك الله احسن الخالقين** ۔یعنی بہت ہی برکت والا ہے تمام مخلوقات کا بہترین خالق جس کا نام **الله** ہے۔ ☆☆☆﴾

انسان عالمِ اصغر ہے : انسان کا بہت اونچا مقام ہے اور یہ انسان عالم اصغر ہے اسی انسان کے جسم کے اندر عرش بھی ہے' کرسی بھی ہے' آسمان بھی ہے' زمین بھی ہے پہاڑ بھی ہے' سب ہی چیزیں ہیں۔ دیکھو جہاں تک تمہاری نظر پہنچتی ہے وہ سب تمہارے نزدیک موجود ہے۔ تم نے دریا دیکھا ہے' اور یہ رگوں کے اندر خون یہ دریا ہے۔ تم نے سخت پہاڑوں کو دیکھا ہے' یہ ہڈیاں' پہاڑ ہیں۔ تم نے دلدل والی زمین دیکھی ہے' یہ گوشت ہے۔ تم نے بادشاہ دیکھے ہوں گے' سر بادشاہ ہے۔ آنکھ' کان' زبان یہ سب جاسوس ہیں۔ یہ سب دیکھے' سُنے اور پہنچائے۔ ہاتھ اور سپاہی ہیں۔ پیر دوڑے' ہاتھ کام کئے۔ آنکھ سب دیکھ رہی ہے۔ اور یہ سَر کے بال جنگل ہیں۔ دیکھو جنگل میں کوئی جانور بھی ہے یا نہں۔

انسان عالم صغیر کا نمونہ ہے۔ جب خدا نے سارے عالم کو سمیٹ لیا تو انسان بن گیا اور انسان کو پھیلا دیا تو کائنات بن گئی۔

﴿☆☆ انسان احسن الخلق اور اکمل الخلق ہے :

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿**لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ**﴾ (التین/۴) ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے' بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا کیا۔ صوری اور معنوی اعتبار سے یہ اَحسن الخلق اور اَکمل الخلق ہے۔

انسان کو احسن تقویم کے لقب سے سرفراز کیا گیا کہ ہم نے انسان کی آفرینش اس انداز سے کی ہے کہ صوری اور معنوی اعتبار سے یہ احسن الخلق اور اکمل الخلق ہے انسانی عظمت کا تصور جو قرآن کریم نے پیش کیا ہے دُنیا کا کوئی فلسفی' نفسیات کا کوئی ماہر' عمرانیات کا کوئی اُستاذ' طبیعات کا کوئی معلم اس کی گردِ راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ قرآن نے عظمتِ انسان کا جو نظریہ پیش کیا ہے جب اس کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو باقی سب مُدعیانِ دانش نادان بچوں کی طرح ٹامک ٹوئیاں مارتے نظر آتے ہیں۔

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ بیشک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے (عقل وشکل کے اعتبار سے) بہترین اعتدال پر۔ یعنی ہم نے انسان کو شکل وصورت' قد وقامت' عقل وذہنی قوتوں' قلبی ورُوحانی بہترین صلاحیتوں سے متصف کرکے پیدا فرمایا ہے۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق انسان سے زیادہ حسین نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان میں علم' قدرت' ارادہ کرنے' باتیں کرنے' سُننے' دیکھنے' تدبیر کرنے اور حکمت کی صلاحیت رکھی اور یہ تمام رب تبارک وتعالیٰ کی صفات ہیں۔ گویا انسان' اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہے۔ حدیث میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **ان اللہ خلق آدم علی صورتہ** بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

علماء نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں صورت بہ معنیٰ صفت ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ صورت کے معروف معنیٰ سے پاک ہے اور کوئی چیز اللہ کی مثل نہیں ہے' انسان عالمِ صغیر ہے اور عالمِ کبیر کی ہر نشانی اس عالمِ صغیر میں موجود ہے۔

انسان کی قامتِ راست اور اعضاء کی ساخت بھی بےنظیر ہے۔ ہر جانور اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے اپنا سر زمین پر جھکاتا ہے لیکن انسان کو اس کے لئے سر جھکانا نہیں پڑتا بلکہ اس کے ہاتھ لقمہ اُٹھا کر منہ میں ڈال لیتے ہیں (انسان اپنے ہاتھوں سے

کھانے کی چیز پکڑ کر منہ میں لے جاتا ہے' منہ کو کھانے کی چیز کی طرف نہیں جھکاتا)۔ انسان کے جس پہلو کو دیدۂ حق بین سے دیکھا جائے بے ساختہ **فتبارك الله احسن الخالقين** کا نعرہ بلند ہونے لگتا ہے۔

علامہ قرطبی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ ہاشمی کی اپنی بیوی کے ساتھ شدید محبت تھی۔ایک دن اُس نے بیوی سے کہا **انت طالق ثلاثا ان لم تکونی احسن من القمر** اگر تو چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو تجھے تین طلاقیں۔ اس نے جب اپنے خاوند کی زبان سے یہ الفاظ سُنے تو اُٹھ کھڑی ہوئی اور عیسیٰ سے پردہ کر لیا اور کہا کہ تو نے مجھے طلاق دے دی ہے۔اب ہمارا ازدواجی تعلق منقطع ہو گیا۔ عیسیٰ نے بڑی مشکل سے رات بسر کی۔صبح سویرے خلیفہ منصور کے پاس پہنچا اور اُسے اس واقعہ کی اطلاع دی اور بڑی گھبراہٹ اور ندامت کا اظہار کیا۔خلیفہ نے فقہاء کو اپنے دربار میں بُلایا اور اُن سے فتویٰ پوچھا۔ جتنے فقہاء حاضر تھے سب نے کہا کہ طلاق واقع ہوگئی لیکن سیدنا امام المحدثین امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں سے ایک شخص خاموش بیٹھا رہا۔منصور نے پوچھا ؟ آپ کیوں چُپ ہیں' کیوں کوئی بات نہیں کرتے ؟ وہ شخص کہنے لگا: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ﴾ اے امیر المؤمنین ! اس ارشادِ الٰہی کے مطابق انسان سب چیزوں سے زیادہ حسین ہے اور کوئی چیز اس سے زیادہ حسین نہیں ہے۔ منصور نے عیسیٰ بن موسیٰ سے کہا کہ اس شخص نے جو کہا ہے دُرست کہا ہے۔تم اپنی بیوی کے ساتھ رہ سکتے ہو اور اس کی بیوی کو بھی کہلا بھیجا کہ طلاق واقع نہیں ہوئی۔اس لئے اسے چاہئے کہ اپنے خاوند کے گھر آ جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انسان باطن اور ظاہر میں' صورت کے جمال میں' بناوٹ کی قُدرت میں اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے زیادہ حسین وجمیل ہے۔

اگر انسان کو بنظرِ غائر دیکھا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ صوری اور معنوی حُسن وکمال میں کوئی چیز بھی انسان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ گراں قیمت حیوان، زورآور جانور، درندے، پرندے، ہوائی اور آبی مخلوقات، سب کی سب انسان کے سامنے سرافگندہ ہے اور اس کے حکم سے سرتابی کی جرأت نہیں کر سکتی۔ قوی ہاتھی سے ایک کمزور آدمی جس طرح چاہتا ہے کام لیتا ہے۔ چھ سات سال کا بچہ اونٹوں کی ایک قطار کو جدھر چاہتا ہے لے کر چلا جاتا ہے۔ شوخ وشنگ برق رفتار گھوڑے پر جب انسان سوار ہوتا ہے تو وہ اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔ عقل، فکر ونظر، قیاس واستنباط کی جو بے نظیر قوتیں اسے بخشی گئی ہیں کائنات کی کوئی چیز اس کی برابری نہیں کر سکتی۔ اس کے علم وعرفان کی رفعتوں کا تو یہ حال ہے کہ نوری فرشتے بھی اس کو سجدہ کرتے ہیں۔

اللہ رے مشتِ خاکی، یہ وسعت امکاں لے ڈوبے
انساں خدا خانے کیا ہوٗ اگر واقفِ انساں ہو جائے
اگر گھٹے تو بس ایک مشتِ خاک ہے انساں
بڑھے تو وسعتِ کونین میں سما نہ سکے

وَاٰخِرُ دَعْوٰنا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعالَمِیْن
وَصَل اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمّدٍ وَاٰلِہٖ وَصَحْبہٖ اَجْمَعِیْن